© rasailojaraid.com

کتاب نما

اَلْوَلَاءُ وَلْبَرَاءُ فِی الْاِسْلَام [اسلام میں دوستی اور دشمنی کا تصور]۔ تالیف: محمد بن سعید القحطانی، ترجمہ: ابواحمد فرحان الٰہی۔ ناشر: تحریک تعمیر ملت، بی-۴۸، غلہ منڈی، بہاول پور۔

شیخ محمد سعید القحطانی کی یہ تالیف ایسے زمانے میں منظر عام پر آئی ہے، جب مسلم دنیا اندرونی اور بیرونی خطرات وخلفشار کا شکار ہے، اور ہر باشعور فرد کے ذہن میں سوالات اٹھ رہے ہیں کہ اگر دو مسلمان گروہ آپس میں لڑ رہے ہوں تو کیا کیا جائے؟ اگر کوئی مسلم ملک کسی ایسے ملک کا حلیف بن جائے جو اسلام دشمنی کے لیے معروف ہے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ مسلمان کس کو دوست اور کس کو دشمن تصور کریں، محبت اور نفرت کی بنیاد کیا ہو؟

فصل اول میں عقیدۂ توحید اور علامہ ابن القیمؒ نے کفر کی اقسام سے جو بحث کی ہے، اس کا تذکرہ ہے۔ فصل ثانی میں اللہ کے دوستوں اور شیطان کے دوستوں کے درمیان فطری عداوت کا بیان ہے۔ فصل ثالث میں اس تقسیم پر اہل سنت کا عقیدہ، اور فصل الرابع میں انبیاے کرامؑ کے اسوۂ حسنہ کے تناظر میں موضوع کا جائزہ لیا گیا ہے۔ فصل الخامس اور فصل السادس میں مکہ اور مدینہ کے تناظر میں اللہ کے دوست اور دشمنوں کا تذکرہ ہے۔ بعد کے مضامین میں غیرمسلموں کے ساتھ مسلمانوں کا رویہ، دارالحرب کے احکام اور پھر دورِ حاضر میں مسلمانوں کے تعلقات پر گفتگو کی گئی ہے۔ مغربی سازشوں کا تذکرہ ہے اور بعض ان مسلمان مفکرین پر تنقید ہے جنھوں نے مغرب سے مرعوبیت کا اظہار کیا۔ آخر میں امت مسلمہ کے اتحاد کے لیے باہمی اخوت پر زور دیتے ہوئے اسلام دشمن عناصر کے عزائم کو ناکام بنانے کے لیے ایک ایسے معاشرے کے قیام پر متوجہ کیا گیا ہے، جو اسلام کے دورِاول کی یاد تازہ کردے۔

بعض مقامات پر مفہوم الجھ گیا ہے، مثلاً: ص ۵۹ پر خوارج کے حوالے سے درج ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا: تم انھیں جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ اگر وہ مجھے مل جائیں تو میں قوم عاد کی طرح ان کو قتل کروں گا''۔ تاریخی طور پر خوارج کا ظہور حضرت علیؓ کے دور میں ہوا۔ اگر حدیث میں اس کا تذکرہ بطور کسی پیش گوئی یا علامت کے طور پر ہے تو ضروری ہے کہ سیاق وسباق بیان کرنے کے بعد حدیث کے الفاظ نقل کیے جائیں۔ یہ ایک اہم دعوتی مسئلہ ہے۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ شرک کے ساتھ مکمل دشمنی اور براءت کا اظہار ہو، لیکن مشرک کو دائرۂ اسلام میں لانے کے لیے اس سے رابطہ، تبادلۂ خیال اور اپنے اعلیٰ اخلاقی طرزِ عمل سے اسے اسلام سے قریب لانا قرآن وسنت کا مطالبہ ہے۔

مصنف نے اس معاملے میں قدرے عدم توازن کا اظہار کیا ہے۔ ص ۱۶۶ پر کہا گیا ہے:

''الثالث! جس سے مکمل عداوت وبُغض رکھا جائے گا، یعنی جو شخص جو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، رسولوں اور یوم آخرت کا کفر کرتا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اسما وصفات میں اہل اسلام کے سوا کسی اور راستے پر چلتے ہوئے الحاد کا شکار ہوجائے، یا اہل بدعت اور خواہش پرستوں کے مسلک پر چل پڑے، یا دس نواقضِ اسلام میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو، تو ان تمام صورتوں میں یہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج متصور ہوگا۔ اس کے ساتھ من جملہ بُغض رکھنا واجب ہوجائے گا''۔

جس قطعیت کے ساتھ کتاب میں بعض موضوعات پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے، اس پر دعوتی نقطۂ نظر سے نظرثانی کی ضرورت ہے۔ شرک اور بدعت سے نفرت تقاضاے ایمان ہے، لیکن مشرک اور بدعتی کو حکمت ونرمی کے ساتھ قرآن کریم کے بتائے ہوئے طریقے اور سنت کو سامنے رکھتے ہوئے دین سے قریب لانا اور ہدایت سے روشناس کرانا ایک فریضہ ہے۔ فرعون سے زیادہ باغی اور کون ہوسکتا ہے، اس کے پاس حضرت موسٰیؑ اور حضرت ہارونؑ کو بھیجتے وقت جو ہدایت کی گئی وہ جامع دستورِ دعوت ہے: فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (طٰہٰ ۲۰:۴۴) ''اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا''۔

عصر حاضر میں دعوت کا ابلاغ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم شرک والحاد سے مکمل بے تعلقی کے ساتھ مشرکین وملحدین اور گمراہ افراد تک اپنی دعوت قول وعمل کے ساتھ لے کر پہنچیں، اور اپنی حکمت عملی سے انھیں جہنم سے کھینچ کر جنت کی طرف لانے میں کامیاب ہوں۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

© rasailojaraid.com